الجواب حامداً ومصلیاً

مشترک ترکہ میں اگر ورثاء تصرف کرکے اس کو بڑھا لیں تو نفع کا حقدار کون ہے؟ اس کی دو صورتیں ممکن ہیں
۱ مشترک ترکہ میں تمام ورثاء کام کریں۔ ۲ بعض ورثاء کام کریں اور بعض کام نہ کریں۔

اس دوسری صورت کی پھر دو صورتیں ممکن ہیں۔

الف: جن ورثاء نے کام کیا ہے انہوں نے دیگر ورثاء کی اجازت سے یہ کام کیا ہے۔

ب: کام کرنے والے ورثاء نے دوسرے ورثاء کی بلا اجازت کام کیا ہے۔

ہر صورت کا حکم درج ذیل ہے۔

پہلی صورت (جس میں تمام ورثاء کام کرتے ہیں) کا حکم یہ ہے کہ اصل ترکہ اور اس میں جو نفع ہوا ہے یہ دونوں تمام ورثاء میں مشترک ہوگا۔ کوئی وارث زیادہ نفع کے مطالبے کا حقدار نہیں اگرچہ اس کی محنت اور تجربہ دوسروں سے مقابلے میں زیادہ ہو۔ جیسے کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے۔

وكذا لو اجتمع اخوة يعملون في تركة ابيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأي (شامية ٤: ٣٢٥)

نمبر ۲ میں جو پہلی صورت ہے یعنی بعض ورثاء نے کام کیا ہو اور بعض نے کام نہیں کیا لیکن کام کرنے والے ورثاء نے دوسروں کی اجازت سے کام کیا ہو، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر ورثاء کے درمیان اگر کوئی بات طے ہوئی ہو تو اس کا شرعاً بھی اعتبار ہوگا۔

مثلاً اگر یہ طے ہوا ہو کہ جو ورثاء کام کریں گے ان کو نفع میں سے اتنا حصہ ملیگا یا ان کو ان کی محنت کی اجرت ملیگی تو تقسیم کے وقت کام کرنے والے ورثاء کو حسب معاہدہ زیادہ ملیگا۔

یا اگر یہ طے ہوا کہ کام کرنے والوں کو کوئی اضافی حصہ نہیں ملیگا تو تقسیم کے وقت ان کو زائد حصہ نہیں ملیگا بلکہ ہر شریک کو اپنے حصے کے بقدر نفع ملیگا۔ فقہی اعتبار سے کام نہ کرنے والوں کے حصے میں یہ بضاعت ہوگی۔

اور اگر یہ طے ہوا کہ کام کرنے والے سارا نفع اپنے لئے لیں تو یہ بھی جائز ہے، ایسی صورت میں کام نہ کرنے والوں کا حصہ بطور قرض ہوگا، اور ان کو صرف اتنا حصہ ملیگا جتنا اصل ترکہ میں ان کا حصہ تھا، نفع میں ان کو کچھ نہیں ملیگا۔

ولو شرط جميع الربح للمضارب فهو قرض عندنا (بدائع ج ٥ ص ١٢٠ طبع بيروت)

اور اگر کام کرنے والوں نے دوسرے ورثاء کی اجازت سے ترکہ میں تصرف کیا لیکن یہ طے نہیں ہوا کہ نفع کس کا ہوگا، جیسے کہ عام طور سے ہوتا ہے کہ تمام ورثاء ساتھ رہتے ہیں اور بڑے بھائی ترکہ میں تصرف کرتے ہیں، باقی ورثاء کو معلوم ہوتا ہے لیکن وہ منع نہیں کرتے۔

ایسی صورت میں ترکہ میں اضافہ تمام ورثاء میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگا۔ اس صورت میں کام کرنے والے وارث کا عمل تبرع ہوگا؟ یا وہ کسی اجرت کا مستحق ہوگا؟

اجارہ کے عام اصولوں کو اگر دیکھا جائے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ عمل تبرع ہو، کیونکہ اجرت کا استحقاق عقد کی بناء پر ہوتا ہے اور یہاں کوئی عقد اجارہ نہیں ہوا۔

لیکن اجارہ کے باب میں فقہاء کرام کی ذکر کردہ بعض جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات کوئی شخص بلا عقد بھی اجرت کا مستحق قرار پاتا ہے جب کہ اس نے عمل کیا ہو، اور اس عمل پر اجرت ملنے کا عرف بھی ہو۔ مثلاً درج ذیل جزئیہ ملاحظہ ہو:

فی الشامیۃ: وفی الاشباہ: استعان برجل فی السوق لیبیع متاعہ فطلب منہ اجرا فالعبرۃ لعادتہم وکذا لو ادخل رجلا فی حانوتہ لیعمل لہ

وفی الدرر: دفع غلامہ او ابنہ لحائک مدۃ کذا لیعلمہ النسج وشرط علیہ کل شہر کذا جاز ولو لم یشترط فبعد التعلیم طلب کل من المعلم والمولی اجرا من الآخر اعتبر عرف البلدۃ فی ذلک العمل۔ [illegible] (رد المحتار [illegible] ج ۶ ص ۴۳ طبع ایچ ایم سعید)

اسی طرح ایک معروف مسئلہ ہے کہ آقا نے اپنا غلام بازار میں دیکھا کہ بیع وشراء کر رہا ہے اور آقا نے اس کو منع نہیں کیا تو اس کا سکوت ہی اذن ہے۔

تو اس مسئلہ میں بھی جب ایک وارث مشترک ترکہ میں کام کر رہا ہے اور دوسرے ورثاء کو معلوم ہے کہ اس میں ہمارا حصہ ہے اور وہ باوجود قدرت کے اس کو منع نہیں کرتے تو یہ ان کی طرف سے کاروبار کرنے کی دلالۃً اجازت ہے۔

اور آجکل معروف یہی ہے کہ کوئی شخص تبرعاً کام نہیں کرتا، خصوصاً اس صورت میں جب کوئی شخص برس ہا برس تک مشترک ترکہ میں کام کرتا ہو، اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو محنت کا کوئی صلہ نہیں ملے گا تو وہ کبھی بھی یہ کاروبار نہیں کرے گا بلکہ اپنا حصہ الگ کر کے کاروبار کرے گا تاکہ اس کی محنت کا ثمرہ اس کو ملے۔

اس پوری صورت حال پر غور کرنے سے راجح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس صورت میں عمل کرنے والا وارث اجرت مثل کا مستحق ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کی نیت بھی یہ تھی کہ وہ تبرعاً عمل نہیں کر رہا۔ اور یہ بات زیادہ قرین انصاف بھی معلوم ہوتی ہے کہ عمل کرنے والے کی محنت بھی اکارت نہیں گئی اور سرمایہ کے مالک کو اس کے سرمایہ کا نفع بھی مل گیا۔

اور اگر کام کرنے والے ورثاء نے دوسرے ورثاء کی صراحتاً یا دلالۃً اجازت کے بغیر ترکہ سے کاروبار کیا اور اس میں اضافہ کیا تو فقہی اعتبار سے یہ غصب ہے، کیونکہ مشترک ترکہ میں ہر شریک دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہے، اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

ایسی صورت میں اگر ترکہ میں اضافہ ہوا تو اس کا مالک کام کرنے والا وارث ہے۔ البتہ یہ منافع اس کے لئے
حلال نہیں بلکہ اس میں خبث ہے، اس خبث کی وجہ سے یہ واجب التصدق ہے۔ ہاں اس وارث کے اپنے حصے میں
جتنا نفع ہوا ہے وہ اس کے لئے حلال طیب ہے، اسلئے اپنے حصے کی حد تک منافع خود رکھ لے اور دیگر ورثاء کے حصوں
کا منافع صدقہ کرے، اور چونکہ مالک معلوم ہے (یعنی دوسرے ورثاء) اسلئے ان کے حصے کا نفع ان کو لوٹا دے۔ اور اس
صورت میں کام کرنے والے ورثاء دیانۃ بھی کسی اجرت کے مستحق نہیں ہوں گے کیونکہ غاصب اگر تم مغصوب میں
کاروبار کرکے اضافہ کرلے تو وہ کسی اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔

یہاں تک اصل مسئلے کی وضاحت تھی، اب سوال میں جن عبارات کو ذکر کرکے نتیجہ اخذ کیا گیا ہے اس کا جائزہ
لیا جاتا ہے۔

عبارت نمبر ا اور عبارت نمبر ۳ میں وہی بات ذکر کی گئی ہے جس کو ہم نے پہلی صورت میں ذکر کیا ہے کہ اگر تمام
ورثاء عمل میں شریک ہوں تو نفع میں بھی سب برابر شریک ہوں گے۔ اگرچہ کسی کی محنت کم اور کسی کی زیادہ ہو۔

اس عبارت سے سائل نے جو یہ نتیجہ نکالا کہ جو ورثاء عمل میں شریک نہیں وہ بھی ہر صورت میں اس نفع میں
برابر کے شریک ہیں درست نہیں۔ کیونکہ اس عبارت میں جو الفاظ ہیں "فتقوم اولاده علی ترکته" "وكذا لواجتمع اخوة يعملون
فی ترکۃ ابیهم" یہ الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ تمام ورثاء عمل میں شریک ہیں۔ اور جو ورثاء عمل میں شریک نہیں ان کا کیا حکم
ہے؟ وہ اس عبارت میں مذکور نہیں اس کا ذکر فقہاء کرام کی دوسری عبارات میں ملتا ہے۔ چنانچہ ایک عبارت ملاحظہ ہو

لو تصرف احد الورثة فی التركة المشتركة وربح فالربح للمتصرف وحده كذا فی
الفتاوی الغياثية. (هندية: ج ۲ ص ۳۴۶)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نفع کا حقدار کام کرنے والا وارث ہے۔ البتہ فقہاء کرام کی ذکر کردہ
دیگر عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس جزئیہ میں اس صورت کا ذکر ہے جب وارث کا عمل غصب
ہے، اس صورت میں قضاء سارے نفع کا مالک وہی وارث ہے۔
اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ اس وارث کیلئے صرف اپنے حصے کی حد تک منافع حلال ہے بقیہ نفع اس کے لئے
حلال نہیں۔ وہ صدقہ کرے، اور اگر یہ منافع دیگر ورثاء کو دے دیئے جائیں تو بھی ذمہ داری پوری ہو جائیگی۔ ایک
عبارت ملاحظہ ہو:

فی مجمع الضمانات فی الفصل الخامس: ولو استعمل المغصوب بان كان عبدا فآجره
فالاجرة له ولا تطيب له فيتصدق بها وكذا الوربح بدراهم الغصب كان الربح له
ويتصدق به، ولو دفع الغلة الى المالك حل للمالك تناولها كما فی الهداية.

مشترکہ ترکہ میں ہر شخص دوسرے کے حصے میں اجنبی ہے، اور دوسرے کے حصے میں بلا اذن تصرف غصب ہے۔ اسلئے دوسروں کے حصے کا نفع اس کے لئے حلال نہیں۔ ہاں اگر اس وارث نے دوسروں کی اجازت سے تصرف کیا ہو تو اس کی تفصیل پہلے گزر گئی۔

سوال میں ذکر کردہ تیسری عبارت میں شرکت فاسدہ کا ذکر ہے۔ شرکت میں باقاعدہ عقد ہوتا ہے۔ جبکہ مشترکہ ترکہ میں اگر تصرف بلا اذن (صراحۃً یا دلالۃً) ہو تو یہ غصب ہے اس میں کوئی عقد نہیں ہوتا اور اجرت کا استحقاق عقد کی بناء پر ہوتا ہے۔ جب عقد ہی نہیں ہوا تو اجرت کا استحقاق بھی نہیں ہوگا۔ اسلئے اگر اسے علی الحساب کو اپنے صورت پر بنا ہی سمجھا جائے تو پھر بھی یہاں اجرت کا استحقاق نہیں کیونکہ یہاں عدم وجوب اجرت کی دوسری بنیاد موجود ہے اور وہ عدم عقد ہے۔

اور عبارت نمبر ۴ میں وہی بات کہی گئی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر عقد کے بغیر کام کیا جائے تو اجارہ کے عام اصول کے تحت وہ کسی اجرت کا مستحق نہیں، کیونکہ اجرت کا استحقاق عقد کی بناء پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کام کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ میں تبرعاً کام نہیں کرتا اور عرفاً وہ کام بلا اجرت نہیں کیا جاتا تو وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ اس جزئیہ میں اس طرف سے تعرض نہیں کیا گیا ہے اسلئے صرف دیانۃً اجرت دینے کا ذکر ہے۔

﴿۲﴾ ...... جن بہنوں کی شادی ہو چکی ہے اور انہوں نے مشترکہ ترکہ میں سے کچھ خرچ نہیں لیا جبکہ دوسرے ورثاء اس میں سے خرچ کرتے رہے تو جن ورثاء نے خرچہ کیا ہے تقسیم کے وقت ان کا خرچ انہی کے حصوں سے منہا ہوگا۔ شادی شدہ بہنوں کے حصوں سے دوسروں کا خرچ منہا نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح بارک اللہ تعالیٰ
فی علم المجیب وعمرہ وعملہ۔
محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۸-۵-۱۴۲۹ھ

مجیب
(سید حسین احمد)
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۷-۵-۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح
حضرت الشیخ ... المجیب
العبد محمود اشرف غفر اللہ له
۲۱-۶-۱۴۲۹ھ